انٹرویو ـ اخبار العالم الاسلامی، مکہ
ترجمہ ـ تعمیر حیات، لکھنؤ

نومسلم فرانسیسی عالم
موریس بوکائی ـــــ سے ـــــ ایک انٹرویو

ڈاکٹر موریس بوکائی فرانسیسی محقق سرجری کے ماہر ہیں۔ قرآن کے مطالعہ وتفسیر اور قرآن کی اصلی زبان میں تلاوت کی غرض سے پچاس برس کی عمر میں عربی زبان سیکھی۔ ابتدا میں علمی حقائق اور دینی تعلیمات میں تطبیق کی تلاش و مطالعہ کیا، پھر ۱۹۷۶ء میں اپنی شہرۂ آفاق کتاب "قرآن، انجیل اور سائنس" تالیف کی۔ اس کے بعد ایک دوسری کتاب "اصل الانسان" کے نام سے تصنیف کی، اس میں جدید سائنسی اور کتب سماویہ کے بعض جوابات تحریر فرمائے کیتھولک کنیسہ نے موصوف کی اس کوشش کا اعتراف کیا جس کی بنا پر موصوف یورپ ہی نہیں بلکہ چار دانگ عالم میں مشہور و معروف ہوئے، عالمی یونیورسٹیوں میں موصوف کے محاضرات ہوتے رہتے ہیں۔ موصوف اپنی غیر جانبدارانہ اور حقیقت پسندانہ بحث اور علمی تحقیق و تدقیق سے بڑے بڑے اہل علم کو اپنا ہمنوا اور اپنے خیال کا قائل بنا لیتے ہیں کہ قرآن کسی بشر کا قول نہیں اللہ کیطرف سے وحی ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔

ڈاکٹر بوکائی کی نظر میں ان نتائج پر علماء مغرب کی حیرت و استعجاب کی وجہ یہ ہے کہ اہل مغرب ایک مدت تک اسلام سے ناآشنا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غلط ترین اور زہریلے افکار و نظریات کے حامل رہے، اور یہ جان نہ سکے کہ دیگر کتب سماویہ کے برخلاف قرآن کریم مسخ و تحریف سے محفوظ ہے وہ ہر زمان و مکان کی رہنمائی کی صلاحیت اور ہر طرح کے نشیب و فراز کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ چودہ صدیوں سے کائنات، انسان اور اسکی خلقت کے ایسے بیشمار حقائق اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جن کا خاطر خواہ علم انسان کو اس دور جدید میں آکر ہوا۔ اب بھی اس کے بہت سے حقائق پردۂ خفا میں ہیں۔

ذیل میں ہم ڈاکٹر موریس بوکائی سے لئے گئے ایک انٹرویو کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ یہ انٹرویو مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والے ہفت روزہ "اخبار العالم الاسلامی" کے نمائندہ نے لیا ہے۔

قرآن کریم میں سائنسی معلومات

س: قرآن کریم اور دیگر کتب سماویہ کے مطالعہ کا اتنا زبردست داعیہ آپ کے اندر کیسے پیدا ہوا اور کیونکر؟

ج ـــ فرانس کی زندگی میں عام شہریوں کی طرح میں نے بھی اسلام کے متعلق صرف یہ جانا کہ "اسلام محمد نامی ایک عبقری اور جینیس شخص کا گڑھا ہوا دین ہے۔" تقریباً ۵۰ برس تک اسلام کے متعلق میرا یہی تصوّر رہا۔ پھر رب کریم کی عنایتوں سے میں سرجری کا طبیب ہُوا۔ مریض میرے پاس آتے تو میں ان کے سامنے اسلام کا مسیحیت سے موازنہ کرتا۔ اس بحث و مباحثہ کے دوران بعض لوگوں نے مجھے بتایا کہ اسلام کے متعلق میرے خیالات یکسر غلط ہیں۔ اوّلاً تو میں نے انہیں کی تغلیط کی، لیکن جب بعض لوگوں نے مجھے وقتاً فوقتاً قرآنی حقائق اور بعض دستاویزیں دکھائیں اور میں نے از سرِ نو غور و فکر کی تو مجھے یہ محسوس ہُوا کہ وہ اپنے قول میں حق بجانب ہیں اور میں سراسر غلطی پر ہوں بلکہ خود میرے اساتذہ غلطی پر ہیں۔ اس طرح کتب و مجلّات ٹیلی ویژن اور نشریاتی پروگرام میں میں نے جو کچھ پڑھا، دیکھا اور سنا تھا سب پر یک قلم خطِ نسخ پھر گیا۔ لیکن میں حیرت میں ہوں کہ اپنے موقف و رویہ میں میں اعتدال کہاں سے لاؤں اور اپنی غلطیوں کی اصلاح کس طرح کروں۔

س ـــ یہ کب پیش آیا۔ ؟

ج ـــ فاتیکان کی آٹھویں کانفرنس کے بعد روشن ضمیری اور توسع کی روح بیدار ہونے سے پہلے یعنی ۱۹۲۶ء سے قبل جب کہ فرقہ وارانہ احساس شدّت پر تھا اور مسلمان و مسیحیوں کے درمیان براہِ راست کسی طرح کی گفتگو نہیں ہوتی تھی۔

س ـــ اس کے بعد آپ کا کیا عمل رہا ؟

ج ـــ اس کے بعد میرے سامنے ایک ہی راہ تھی کہ میں قرآن کی اصلی زبان میں قرآن کا مطالعہ کرنے کے لئے عربی زبان سیکھوں۔ الغرض میں نے عربی زبان سیکھنا شروع کر دی اور تقریباً دو سال تک محنت و شوق سے اس مہم کو سر کرنے میں لگا رہا۔ بالآخر میں نے عربی زبان سیکھ لی اور بآسانی دینی و علمی دونوں حیثیت سے قرآن کا مطالعہ کرنے کے لائق ہو گیا۔

س ـــ مطالعہ نے آپ کو کیا دیا۔ ؟

ج ـــ مطالعہ سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ قرآن اللہ کی وحی ہے۔ کسی بشر کا قول قطعاً نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں۔

نظریۂ ڈاروِن

س ـــ آج جب کہ دنیا ڈاروِن کا صد سالہ جشنِ وفات منا رہی ہے تو کیا آپ ڈاروِنی نظریہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ؟

ج ـــ جی ہاں میں ڈارون کے نظریہ کا شدت سے مخالف ہوں۔ ڈارون کا نظریہ سراسر خطا پر مبنی ہے۔ ڈارون کے نظریہ کی بنیاد ایسی علمی تحقیقات پر نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ انسان اور ڈارون کے ایجاد کردہ نسلی ارتقا میں کس طرح کا علاقہ ہے۔ یہ محض ایک مادیّت پرست شخص کے غلط اندازے ہیں۔ میری کتاب "اصل الانسان" میں ڈارون کے اوپر ایک مبسوط مقالہ ہے۔

علماء کے جرائم

س ـــ کیا ڈارون کو اپنی غلطی کا علم تھا۔؟

ج ـــ جی ہاں! مادیت کی نمائندگی کرنے والے بہت سے علماء نے بیشمار نظریئے ایجاد کئے جن میں اکثر و بیشتر غلط ہیں۔ طرّہ یہ کہ انہیں اس کا علم بھی ہے۔ لیکن مادی ہونے کے ناطہ اپنے اس عمل پر قائم ہیں۔ میں نے آپ کو جو کتاب ہدیہ کی ہے اس میں میں نے اس سلسلہ میں بعض علماء پر تنقید کی ہے۔ ان میں سے بعض نے نوبل پرائز بھی حاصل کرلئے ہیں۔

س ـــ فرانس سے باہر کی دنیا میں آپ کی تحریروں کا براہ راست کچھ اثر ہے۔؟

ج ـــ جی ہاں، ابھی چند دن قبل میں نے شمالی اور مغربی افریقہ کا سفر کیا وہاں حقیقت انسان، قرآن کریم، انجیل اور سائنس کے اوپر میرے دسیوں محاضرے ہوئے۔ محاضرہ کے بعد دسیوں طلبہ میرے پاس خراج تحسین ادا کرنے آئے، کیونکہ اس محاضرہ سے ان کے سامنے بہت سے ایسے حقائق آگئے جن سے تمام علوم خصوصاً حقیقت انسان کے متعلق قرآن کے بیان کردہ نظریات کی حقانیت کھل کر سامنے آگئی۔ بعضوں نے تو یہاں تک اعتراف کیا کہ پہلے اسے اپنے ایمان و یقین میں تردد و تذبذب تھا۔ لیکن میری تحریروں کو پڑھ کر یا میرا محاضرہ سن کر اس کی دنیا ہی بدل گئی، ایمان و یقین میں پختگی آگئی اور وہ شرح صدر کے ساتھ نمازیں پڑھنے لگا ـــ ایمان و یقین کے اس تذبذب کا اصل سبب یہی تھا کہ بعض علماء نے خود ساختہ نظریات پیش کئے اور پڑھنے والوں نے اسے قطعی اور آخری سمجھ لیا۔

بھیوریوں کا سمِ قاتل

س ـــ حقیقتِ انسان کے بارے میں سائنس کیا کہتی ہے اور اس سلسلہ میں مذہب و سائنس میں تضاد کیوں ہے۔؟

ج ـــ میں نے اپنی کتاب "اصل الانسان" میں یہ واضح کرنے کی پوری کوشش کی ہے کہ سائنس کی نظر میں کیا چیز مشکوک و محتمل اور کیا چیز قطعی و یقینی ہے۔ نیز ان نظریات سے بھی بحث کی ہے جن کی علماء نے تائید کی لیکن اب ان کی بنیاد منہدم ہو رہی ہے۔ چنانچہ ۱۸۵۹ء میں ڈارون نے جب اپنی کتاب

" اصل الانواع " کی اشاعت کی تو اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ حیوانات آپس میں نشو و نما پا سکتے ہیں۔ لیکن سائنٹفک دلائل سے یہ بات ثابت نہیں کی کہ انسان کا نسب نامہ بندروں سے جا ملتا ہے۔

س ـــ پھر آخر یہ کس کی کارستانی ہے ؟

ج ـــ اصلاً دوسرے لوگوں نے اس کے نظریات کو مسخ کر کے غلط باتیں اس کی جانب منسوخ کر دیں جس میں یہ دعویٰ بھی تھا کہ انسان کی حقیقت بندر ہے لیکن ڈارون نے ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ اس سلسلہ میں انگلتان میں ڈارون کے مؤیدین اور پادریوں کے درمیان وہ مشہور مباحثہ ہوا جس میں ہر ایک نے دوسرے کو بدکلامی کا نشانہ بنایا۔

اس طرح کے سوالات کے پیشِ نظر سائنسی تحقیقات اور علماء کے پیش کردہ نظریات میں فرق ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

اناجیل کی فروگذاشتیں

س ـــ بحث و تمحیص سے کتاب مقدس کی سائنسی غلطیاں نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہیں۔ تو کیا قرآن کے بھی سائنسی حقائق، سائنس کے مسلمات سے ٹکراتے ہیں ؟

ج ـــ غیر مسلموں کی مقدس کتابیں مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کے واسطے سے نقل ہوتی رہی ہیں۔ اس سلسلہ کی سب سے قدیم کتاب "یھوا" ہے جو کہ قبل مسیح نویں اور دسویں صدی کے درمیان لکھی گئی۔ اس کتاب کی ضخامت اگرچہ بہت کم ہے لیکن زمانہ ماضی میں اس سے زیادہ جامع کوئی کتاب نظر نہیں آتی پھر عہدِ قدیم کی دوسری کتاب " الخاص بصلاحیات الرھبان " (ساکرد و تال) چھٹی صدی قبل مسیح میں سامنے آئی۔ یہ کتاب موجودہ اناجیل کے مقدمہ کی حیثیت سے جانی جاتی ہے۔ یہ کتاب کائنات کی تخلیق، دنیا میں انسان کے ظہور اور پھر اس کے بعد رونما ہونے والے واقعات کی حکایتوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد انجیل کا نزول ہوا لیکن عہدِ جدید کی کتابوں سے خلق انسان کے مسئلہ پر زیادہ روشنی نہیں پڑتی بلکہ عہدِ قدیم ہی کی تکرار نظر آتی ہے، جیسا کہ سینٹ لوک کی انجیل میں ہے۔ اس کے بعد قرآن کا ظہور ہوا۔ قرآن نے انسان کے بارے میں وہ بیش قیمت مواد فراہم کر دیا جو جدید و قدیم دونوں ہی عہد کی کتابوں میں مفقود نظر آتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انجیل وغیرہ کی طرح قرآن ہر طرح کی غلطیوں سے مبرّا ہے۔

س ـــ قرآن کی بجائے دیگر مقدس کتابوں میں اس کثرت سے غلطیوں کے پائے جانے کی آپ کے نزدیک کیا توجیہ ہے ؟

ج ـــ جن لوگوں نے مقدس کتابوں کو بزعم خود الہام الٰہی کی بنیاد پر مرتب کیا دراصل ان کی ساری کاوش

فکر، وقت اور ماحول کی صدائے بازگشت تھی۔ انہوں نے انسان اور اس کی خلقت کا تصور ربانی حیثیت سے پیش کیا، لیکن اس میں بھی وقت کی مشہور روایات و رسوم اور زمانہ کے رائج مفاہیم کا عکس تھا، تمام کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مفسرین کے نزدیک یہ بات متفق علیہ ہے۔

س — کیا کنیسہ کو بھی اس کا اعتراف ہے؟

ج — جی ہاں، کنیسہ کو بھی اس کا اعتراف ہے جیسا کہ ویٹیکان کی دوسری کانفرنس نے عہد قدیم و جدید کی کتابوں کے وحی ہونے کا اعلان کرتے وقت یہ بات کہی تھی کہ "بعض اناجیل محدود و ناقص مفاہیم پر مشتمل ہیں"۔

س — اس سلسلہ میں آپ کا قرآن کے بارے میں کیا خیال ہے؟

ج — یہ ایک دوسرا مسئلہ ہے ویسے مفسرین نے مجھے بتایا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے آپ پر نازل ہوا ہے۔ میں نے قرآن کا مطالعہ کیا تو مجھے اس میں کسی طرح کا علمی مغالطہ نظر نہیں آیا بلکہ میں نے یہ محسوس کیا کہ قرآن میں جو معارف و حقائق مضمر ہیں وہ ۱۴ سو سال کی پوری تاریخ میں سطح انسانی سے بالاتر ہیں۔ یہ بات بجائے خود اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور کسی بھی انسان کے بس کی بات نہیں (چاہے وہ فیلسوف زمانہ اور علامۃ الدہر ہی کیوں نہ ہو) کہ وہ قرآن کی طرح ان علمی حقائق کی گرہ کشائی کر سکے جو کہ جدید سائنس کے نظریات سے تال میل کھا سکیں۔

جو چیز سائنس کا ساتھ نہیں دیتی وہ انجیل کا یہ نظریہ ہے کہ "انواع" کا وجود تو ہے لیکن اس میں کسی طرح کا تصور نہیں ہوا۔ لیکن قرآن کی رو سے انسان نسلِ انسانی کی پوری تاریخ میں مختلف انقلابات سے گذر رہا ہے۔

یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے کہ مسیحیوں کو اپنی کتاب مقدس کی غلطیوں سے باخبر ہونے کی نہایت سخت ضرورت ہے۔ چونکہ میں اپنے مطالعہ میں انصاف پسند اور غیر جانبدار واقع ہوا ہوں اس لئے مجھے اس طرح کے موضوع پر اظہار خیال کی بار بار دعوت دی گئی۔ ہر جگہ میں نے دینی نقطۂ نگاہ سے قطع نظر علمی نقطۂ نگاہ سے موضوع پر اظہار خیال کیا، علمی حیثیت سے جو چیز قابلِ قبول نظر آئی اسے عوام کی خدمت میں پیش کیا اور جو بات محلِ غور نظر آئی اسے تنقید کی کسوٹی پر رکھا۔

س — کیا آپ مسلمان ہیں؟

ج — میں نے شروع ہی میں یہ بات بتا دینا چاہی تھی کہ قرآن کی بار بسم اللہ بھی جاننے سے پہلے میرا یہ عقیدہ تھا کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے۔ ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور جب خدا نے مجھے قرآن کے مطالعہ کی توفیق دی تو میرا دل خود بول اٹھا کہ قرآن اللہ کی وحی ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے اپنی کتاب "قرآن، انجیل اور سائنس" میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ میری یہ کتاب مسیحی دنیا میں بہت جلد خلعت

قبولیت سے سرفراز ہوئی۔ اس کتاب میں میں نے اپنی دینی صورت حال ظاہر کئے بغیر محض علمی حیثیت سے مباحث کا جائزہ لینے پر اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ میں دنیا کے سامنے علمی حیثیت سے آنا چاہتا ہوں۔ رہی عقیدے کی بات تو دل کا حال خدا سے مخفی نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے اپنے دین و ایمان کی حیثیت ظاہر کر دی تو لوگ یہ کہیں گے کہ یہ کائی فلاں دینی نقطہ نگاہ سے لکھتا ہے۔ اور اس کے سارے مسائل دین و ایمان سے تعلق رکھتے ہیں جن میں دینی جذبات کا دخل ہوتا ہے۔ میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کیونکہ میں اپنے ابنائے جنس کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اس لئے میں انہیں اس بات کی یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ میں جو کچھ کہتا ہوں خالص علمی نقطہ نگاہ سے کہتا ہوں۔ اس سوال کا میں نے ہمیشہ یہی جواب دیا ہے۔

س — یہ جواب اطمینان بخش ہے لیکن دل کی مناسبت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔؟

ج — بدن کے ظاہر و محسوس عضو کا نام دل نہیں۔ دل ایک جوہر ہے۔ دل ایک نور ہے۔

دعوتِ اسلامیہ کا مستقبل

س — مغرب میں دعوتِ اسلامیہ اور اس کی سرگرمیوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔؟

ج — بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ قوم کو اس کی عام فہم زبان میں مخاطب کیا جائے۔ زبان یہاں اپنے وسیع مفہوم میں ہے یعنی دعوت کے جن اصول و ضوابط کی طرف عوام کو دعوت دی جا رہی ہے ان اصول و ضوابط کے پیش کرنے کے لئے وہی اسلوب اپنایا جائے جو عوام میں معروف و مقبول ہو۔ میں نے اپنی کتاب "قرآن، انجیل اور سائنس" میں قارئین کو قرآنی...... حقائق سے آشنا اور اپنے فکر سے روشناس کرانے کے لئے ایک نیا طرز اپنایا۔ مسیحی حکام نے اس کی تحسین کی اور قرآن کی ماہیت کو سمجھنے کے لئے اسے ایک کامیاب اسلوب قرار دیا۔ میرا یہی منصفانہ اور غیر جانبدارانہ نقطۂ نظر میری دونوں کتابوں کی اشاعت کا سبب بنا چنانچہ اولاً میں نے مسیحیوں کے مرکزِ توجہ اور ان کے عام فہم اسلوب کا پتہ لگایا۔ پھر مجھے یہ کامیابی حاصل ہوئی۔ ان دونوں کتابوں کی اشاعت کے بعد مختلف جلیل الشان علماء و مثقفین و محققین اور بعض سادہ لوح اشخاص کی طرف سے میرے پاس خطوط آئے جن میں انہوں نے میرے مطالعہ قرآن اور نتیجۂ فکر سے دلچسپی اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اور اس بات پر اتفاق ظاہر کیا کہ قرآن کسی بشر کی ذہنی پیداوار نہیں۔ مثلاً انجیل کے متعلق میں نے جو کچھ اظہارِ خیال کیا اور اس کی جن غلطیوں کی نشاندہی کی اس سے انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا۔ چند دنوں قبل مجھے چند اہم مسیحی شخصیتوں کے ساتھ ایک عصرانہ دیا گیا جس میں انہوں نے میرے اسلامیات سے متعلق لٹریچر پر حیرت و استعجاب کا اظہار کیا، مزید برآں اسلام کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنے کے لئے بعض تفاسیر کے نام دریافت کئے۔

تشویشناک تفسیریں

س ـــ آپ نے کن تفاسیر کا مشورہ دیا؟

ج ـــ افسوس کہ فرانسیسی زبان میں ایسی تفسیریں بہت کم پائی جاتی ہیں جو ان کے حق میں اطمینان بخش ثابت ہوں اور جن سے ان کی مقصد برآری ہو سکے۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم تفسیر ڈاکٹر حمید اللہ کی ہے لیکن یہ کسی حد تک تشنہ ہے۔ اسی طرح سے حمزہ ابوبکر کی بھی تفسیر اہمیت کی حامل ہے۔ لیکن اس میں بھی کچھ ترمیم و اضافہ کی ضرورت ہے۔ اس وقت کی تفاسیر قارئین کے حق میں تشویشناک ہیں اس لئے ضرورت ہے کہ وقت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر قرآن کی بہتر سے بہتر تفسیر کی جائے۔ ویسے میری شخصی رائے یہ ہے کہ قرآن کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے اوّلاً عربی زبان سیکھنی چاہئے کیونکہ بہت سے مفسرین قرآن، قرآن کے تمام مباحث میں مہارت نہیں رکھتے اس لئے اکثر وہ ان مباحث میں لغزش کھا جاتے ہیں جن میں وہ متخصص نہیں ہوتے، مثلاً جس شخص نے سائنس میں اختصاص نہیں کیا ہے۔ وہ قرآن کی ان سو آیتوں کی تفسیر نہیں کرسکتا جن کا تعلق علوم طبیعات سے ہے، صاحب طرز ادیب ہونا بھی قرآن کی تفسیر و توضیح کے لئے کافی نہیں۔

قرآن کی غلط تفسیر

س ـــ قرآن کی غلط تفسیر کی کوئی مثال آپ کے ذہن میں ہے؟

ج ـــ مثلاً خلق الانسان من علق۔ مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں بہت پیچ و تاب کھایا اور ان سے اس کی کوئی صحیح تفسیر نہ ہو سکی۔ مفسرین کے نزدیک علق سے مراد دم منجمد ہے۔ حالانکہ یہ تفسیر علق یعلق (یعنی خون دیوار رحم سے چپک جاتا ہے۔) کا صحیح مفہوم نہیں ادا کر رہی ہے۔ اس لئے "علق" کی تفسیر دم منجمد سے کرنا صحیح نہیں کیونکہ انسان دم منجمد سے نہیں پیدا ہوا ہے۔ بعینہ یہی غلطی یوسف علی سے بھی ان کی انگریزی تفسیر میں ہوئی ہے۔

ان غلطیوں کے اثرات یہ پڑیں گے کہ قرآن کو حقیقت حال سے غیر مطابق سمجھا جانے لگا اور ذہنوں میں یہ تصور جم جائے گا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں۔ ٹھیک یہی بات دیگر مقدس کتابوں میں پیش آئی۔ اس کا متقاضی ہے کہ تفسیر میں صحت کے التزام کے ساتھ ساتھ ترمیم ہوتی رہنی چاہئے۔ اور تفسیر سے عملاً قرآن کی غرض و غایت بھی حاصل ہونی چاہئے۔ غلط تفسیر سے (حتیٰ کہ تاریخی و غیر تاریخی مسائل میں بھی) متوقع مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے۔

س ـــ کیا قرآن کی کوئی ایسی بات بھی ہے جو آپ کی سمجھ میں نہ آسکی ہو۔؟

ج ـــ علمی ناحیہ سے تو ساری باتیں سمجھ میں آگئی ہیں۔ البتہ قرآن کے دوسرے بہت سے مباحث ابھی

سمجھ میں نہیں آسکتے ہیں۔

سائنس کی بعض تحقیقات الٰہی حال کی ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کا قول یخلقکم فی بطون امہاتکم خلقا من بعد خلق فی ظلمات ثلاث۔ اس میں "ظلمات ثلاث" سے مراد وہ تین پردے ہیں جن سے بچے کی حفاظت ہوتی ہے۔ علمی حیثیت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ اور سائنس میں اس کے مشہور و معروف نام بھی ہیں۔

حقیقت انسان کی ایک فلم

س ۔۔۔ اب آپ کی سرگرمیاں کیا ہیں؟

ج ۔۔۔ اس وقت ہم سائنس قرآن اور حقیقت انسان پر ایک فلم تیار کر رہے ہیں۔ دراصل ملیشیا سے میرے تعلقات بہت گہرے ہیں۔ وہاں دعوت اسلامیہ کی صوبائی مجلس نے قرآن پر ایک فلم تیار کرنے کی تجویز پاس کی اور فلم ساز کمپنی کے ڈائریکٹر فلم کی پلاننگ کے لئے پیرس آئے۔ یہ فلم مختلف رنگوں والی ہے۔ فلم ۵۵ منٹ کی ہے اس میں سے ۴۵ منٹ میں حقیقت انسان، سائنس اور قرآن کے متعلق میں کچھ باتیں پیش کرتا ہوں۔ بقیہ دس منٹ میں قرآن اور اس کے متعلقات کی تاریخ بیان کی جاتی ہے۔ اس فلم میں قرآنی آیات لکھی ہوئی نظر آئیں گی۔ اس طرح یہ فلم بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ چنانچہ اس کے لئے ۶ لاکھ ڈالر کی خطیر رقم فراہم کی گئی ہے۔

اس فلم کو تیار کرنے کا کام فروری سے شروع ہو چکا ہے۔ ابتدا میں پانچ زبانیں رہیں گی۔ آخر تک دس زبانوں میں کرنے کا منصوبہ ہے۔ اس فلم کی سب سے پہلی زبان انگریزی، پھر عربی و فرانسیسی پھر دوسری زبانیں ہوں گی۔ اس فلم کو پوری دنیا میں بھیجا جائے گا۔

س ۔۔۔ غالباً آپ مومیائے فراعنہ کے متعلق کوئی کتاب تالیف کر رہے ہیں۔ اس وقت تک کتاب کا کتنا حصہ مکمل ہو چکا ہے؟

ج ۔۔۔ جی ہاں، یہ کتاب طب اور مومیائے فراعنہ کے متعلق ہے۔ اس کتاب میں کافی صرفہ آئے گا کیونکہ اس کی اشاعت کے لئے پچاس کالم تصویروں کا ہونا ضروری ہے۔ مادی دشواریاں اگر حل ہو گئیں تو جلد ہی یہ کتاب منظر عام پر آجائے گی۔ میری اس کتاب میں بھی قرآن کے بہت سے معارف و دقائق ضمناً آگئے ہیں۔

س ۔۔۔ آپ کی اس نوازش کا شکریہ! بارك الله فيك۔

ج ۔۔۔ یہ میرا فریضہ تھا اور عزت مآب شیخ محمد علی حرکان اور رابطہ کے تمام متعلقین کے حق میں میرا سلام اور ان کے لئے میرے دلی جذبات اور نیک تمنائیں۔ =